بریرہ ہمدانی

لیکچرار، گورنمنٹ ایسوسی ایٹ کالج برائے خواتین، ڈھوک سیداں، راولپنڈی

نظریہ پاکستان کے تناظر میں سعیدہ گزدر کے افسانے ’’اذانوں کے دیس میں‘‘ کا تجزیاتی مطالعہ

An Analytical Study of SaeedaGazdar's Short Story “Azanonkay Des Ma”in the Context of Ideology of Pakistan

ABSTRACT

SaeedahGhazdar is an important name in Urdu fiction. She started writing fiction at a time when Urdu fiction had reached many stages of its development and evolution.Her short story “In the Land of Azans" is written in the perspective of Pakistan's ideology.The founding of Pakistan, which was carried out in accordance with Islamic principles, has been recovered in the context of this short story.The fiction makes it clear that the interests of institutions and high officials are hidden behind the so-called Islamic concepts that are seen in the society.Therefore, the proposed research seeks to examine whether the structure of society, ideologically supports or rejects ideology of Pakistan.

KEYWORDS: SaeedahGhazdar, Urdu fiction, In the Land of Azans, Pakistan's ideology, Short Story

ادب انسانی زندگی کے رویوں کا واضح بیانیہ ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہر زبان کے ادب میں اُس علاقے کے مخصوص مزاج اور اُن کے تہذیبی و ثقافتی رویوں کی وضاحت ہوتی ہے۔ بالکل اسی طرح سے کسی بھی نظریے کی تخلیق جس قوم کے بطن میں ہوتی ہے اس میں اس قوم کا پورا شعور اور اس کی روایات شامل ہوتی ہیں۔ قیامِ پاکستان کے حالات و واقعات کو تاریخی تناظر میں دیکھا جائے تو ۱۹۴۷ء میں ہندوستان کی تقسیم کے بعد پاکستان کے نام سے دنیا کے نقشے پر ابھرنے والی اسلامی ریاست کی بنیاد بھی ایک نظریہ تھا، جسے دو قومی نظریہ کہا جاتا ہے۔ پاکستان کی عمارت اسلام کے اصولوں اور مذہبی تعلیمات کی روشنی میں کھڑی کی گئی تھی لیکن آزادی کے بعد ایسی صورتحال

سامنے آئی کہ سماجی شکست وریخت، معاشرتی مسائل، مذہبی منافقت اور اخلاقی گراوٹ نے ہر سطح پر اضطراب اور بے چینی کو جنم دیا۔ اسلام کا نعرہ لگانے والوں کو اسلام یاد نہ رہا اور آئیڈیل پاکستان کا خواب ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہو گیا

ان رویوں نے نہ صرف ادیبوں کے نقطۂ نظر کو تبدیل کیا بلکہ ادب کی مختلف اصناف بالخصوص ناول اور افسانے کو بھی متاثر کیا۔ ناولوں میں اسلامی فکر اور تہذیب کی عکاسی کی مختلف سطحیں دکھائی دینے لگیں اور افسانوں میں بھی ان مسائل کا اظہار شدت سے کیا گیا جن کا سامنا تقسیم کے بعد مسلمانوں کو کرنا پڑا۔ مذہب کی آڑ میں جس طرح کی منافقانہ تعصب آمیز پالیسیاں اور سیاسی بددیانتی سامنے آئی اس نے جلد ہی آزادی کے جذبے کو ماند کر دیا۔ انھی مختلف واقعات کو موضوعات کے روپ میں دھار کر افسانے نے اپنے دامن میں سمیٹ لیا۔ آزادی کے بعد جنم لینے والے ان رویوں کے خلاف متعدد تخلیق کاروں نے اظہار خیال کیا۔ ان میں ایک اہم نام سعیدہ گزدر کا ہے۔ سعیدہ گزدر کے افسانے پاکستان کے سیاسی و سماجی حالات سے گہرا رشتہ رکھتے ہیں۔ انھوں نے اپنے افسانوں میں طبقاتی نظام، انسانی قدروں کے زوال اور مذہبی استحصال کے خلاف ردِ عمل کی متنوع جہتوں کو پیش کیا۔ بقول فوزیہ رانی:

> معاشرے میں تیزی سے بدلتی ہوئی اقدار اور اسلام کو استحصالی حربے کے طور پر استعمال کرنے کے خلاف رد عمل ان کے افسانوں میں دکھائی دیتا ہے۔[۱]

اگرچہ ان کے افسانوں کے موضوعات ناقدین کی توجہ کا مرکز رہے ہیں اور اس حوالے سے محققین نے مجموعی طور پر اپنے خیالات کا اظہار کیا ہے تاہم ان کے افسانوں میں موجود مذہبی استحصال کے حوالے سے تاحال کوئی تحقیقی کام منظر عام پر نہیں آیا ہے۔ لہذا اس خلا کو پُر کرنے کے لیے زیر نظر تحقیق میں سعیدہ گزدر کے افسانے "اذانوں کے دیس میں "کا دو قومی نظریے کے تناظر میں مطالعہ کیا جائے گا۔

کسی بھی مملکت کے وجود میں آنے کا بنیادی محرک دراصل کوئی نہ کوئی نظریہ ہوتا ہے۔ نظریے سے مراد وہ تصور، مقصد یا نصب العین ہے جس کے حصول کے لیے انسان اپنی جدوجہد کا آغاز کرتا ہے۔ انگریزی میں اسے آئیڈیولوجی کے نام سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ ورلڈ انسائیکلوپیڈیا کے مطابق:

> نظریہ ان سیاسی اور تمدنی اصولوں کا مجموعہ ہے جس پر کسی قوم یا تہذیب کی بنیادیں استوار ہوتی ہیں۔[۲]

۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو جنگ آزادی میں ناکامی کے بعد بر صغیر کے مسلمان سخت بحران میں مبتلا ہو گئے تھے۔ ابھی یہ زخم تارہ تھا کہ انگریزوں اور ہندوؤں کی کاوشوں کی بدولت انڈین نیشنل کانگریس کا قیام عمل میں لایا گیا۔ یہ وہ سازش تھی جس کے تحت مسلمانوں کے دلوں سے ان کی جداگانہ قومیت کا احساس مٹا کر انھیں باور کرانے کی کوشش کی گئی کہ ہندوستان میں صرف ایک قوم آباد ہے۔ اس پس منظر میں دیکھیں تو سر سید احمد خان وہ پہلے رہنما تھے جنھوں نے مسلمانوں کی قومیت کو در پیش خطرے کو قبل از وقت بھانپ لیا اور واضح طور پر اس حقیقت کا اعلان کیا کہ ہندوستان میں ایک نہیں بلکہ دو بڑی قومیں آباد ہیں۔ ۱۸۶۷ء میں سر سید نے مسلمانانِ بر صغیر کے لیے پہلی بار علیحدہ قوم کا لفظ استعمال کیا۔ یہی وجہ ہے کہ انھیں بر صغیر میں دو قومی نظریے کا بانی قرار دیا جاتا ہے۔ سر سید احمد خاں نے اپنے خیالات کا اظہار اس طرح سے کیا۔

> میں اس بات کا قائل ہو چکا ہوں کہ بر صغیر میں مسلمان اور ہندو دو الگ الگ قومیں ہیں۔ اب دونوں قومیں اکٹھی نہیں رہ سکتیں۔[۳]

سر سید احمد خان کے بعد ان کے رفقا محسن الملک، وقار الملک، ڈپٹی نذیر احمد اور مولانا حالی نے بھی ایک قومی نظریے کی شدید مخالفت کرتے ہوئے دو قومی نظریے کا تصور پیش کیا۔ ان شخصیات کی مشترکہ رائے یہی تھی کہ ہندوستان میں ایک قوم نہیں بلکہ متعدد قومیں آباد ہیں جن میں ہندو اور مسلمان دو بڑی قومیں ہیں۔ مولانا حالی نے تو اپنی شاعری کے ذریعے اس پیغام کو عام کیا کہ مسلمان اپنی تہذیب، عادات و اطوار، مذہب اور زبان غرض ہر لحاظ سے الگ قوم ہیں۔ اپنی نظم "شکوہ ہند" میں بھی ایک جگہ انہی خیالات کی عکاسی کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں:

تھی ہماری قوم و ملت، رسم و عادت سب جدا
رشتہ و پیوند کوئی ہم میں اور تجھ میں نہ تھا
بول چال اپنی الگ تھی اور زبان تیری الگ
تجھ سے ہم تھے اجنبی اور ہم سے تو نا آشنا[۴]

در اصل بر صغیر کے مسلم رہنماؤں نے اس حقیقت کو اپنی دور اندیشی کی بدولت جلد ہی بھانپ لیا تھا کہ اگر مسلمانوں اور ہندوؤں کو ایک قوم قرار دیا گیا تو بر صغیر کے مسلمانوں کا اسلامی کلچر، زبان اور روایات نہ صرف خطرے میں پڑ جائیں گے بلکہ ان کے خاتمے کے امکانات بھی بڑھ جائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ انھوں نے دو قومی

نظریے کے متعلق اپنے تصورات پیش کیے۔ یہ وہی تصورات ہیں جو نظریہ پاکستان کی بنیاد ہیں اور نظریہ پاکستان حقیقتاً اسلامی تعلیمات سے ماخوذ ہے۔ اس کی بنیاد اسلام کے اصولوں پر رکھی گئی۔ بقول سید علی عباس

> نظریہ پاکستان اور نظریہ اسلام ہم معنی ہیں۔ در حقیقت نظریہ پاکستان اسلامی تعلیمات کی عملی صورت کا نام ہے۔ ۵

پاکستان نہ صرف برصغیر بلکہ اسلامی دنیا کا واحد ملک ہے جس کے نظریے کی جڑیں اسلام سے منسلک ہیں۔ اسلام نے بحیثیت ایک اخلاقی نصب العین اور نظام سیاست مسلمانانِ برصغیر کی تشکیل میں نمایاں کردار ادا کیا۔ بقول ڈاکٹر اسلم سید:

> نظریہ پاکستان انفرادی اور اجتماعی زندگی کو اسلام کے مطابق ڈھالنے کا نام ہے اور ان روایات سے بچنے کا سبب جو اسلام کے منافی ہیں۔ ٦

نظریہ پاکستان کے پس منظر میں مسلمانوں کا یہی شعور اور مقصد کار فرما تھا کہ وہ اسلامی نظریہ حیات کی بنیاد پر ہندوؤں سے الگ قوم ہیں۔ لہذا ان کے لیے الگ مملکت کا وجود ضروری ہے، جہاں وہ اپنے عقیدے کے مطابق زندگی گزار سکیں۔ علامہ اقبال نے بھی اپنے تاریخی خطبے میں پاکستان کے قیام کو ہندوستان اور اسلام دونوں کے لیے مثبت عمل قرار دیا تھا۔ ان کا کہنا تھا کہ:

> مغربی پاکستان کی طرح ہندوستان کی یہ حالت نہیں کہ اس میں ایک قوم آباد ہو۔۔۔ میری خواہش ہے کہ پنجاب، صوبہ سرحد، سندھ اور بلوچستان کو ایک ہی ریاست میں ملا دیا جائے۔ مجھے تو ایسا نظر آتا ہے کہ اور نہیں تو شمال مغربی ہندوستان کے مسلمانوں کو ایک منظم اسلامی ریاست قائم کرنا پڑے گی۔ ۷

اگرچہ ان تمام مسلم رہنماؤں نے مسلمانوں کی جداگانہ قومیت کو برقرار رکھنے کی ہر ممکن کوشش کی لیکن قائد اعظم وہ عظیم رہنما تھے جنھوں نے اپنی قائدانہ بصیرت اور عملی جدوجہد کے ذریعے برصغیر کے مسلمانوں کے خوابوں کو پورا کیا اور پھر اس کے نتیجے میں ۱۴ اگست ۱۹۴۷ء کو پاکستان کے نام سے ایک نئی ریاست وجود میں آئی۔ قائد اعظم نے ایک اور جگہ فرمایا تھا کہ:

> پاکستان کا مطلب محض آزادی نہیں ہے۔ اس کا مطلب مسلم آئیڈیولوجی ہے جس کا تحفظ کیا جانا باقی ہے۔۸؎

تقسیمِ ہند اور پاکستان کے قیام کے وقت ہجرت اور فسادات جیسے المناک واقعات رونما ہوئے۔ ان واقعات نے نہ صرف عام فرد کی انفرادی اور اجتماعی زندگی کو متاثر کیا بلکہ ادب پر بھی اس کے اثرات مرتسم ہوئے۔ آزادی کے بعد اسلام کے نام پر بننے والی ریاست کے افراد کی بے حسی، بدعنوانیوں اور معاشرے کے دوغلے پن کو بھی ادیبوں نے اپنی تخلیقات کا موضوع بنایا۔ مذہب کو بنیاد بنا کر ہر سطح پر کیا جانے والا استحصال، ریاکاری اور غیر اخلاقی قوانین ، یہ سب عناصر بھی اس دور میں دکھائی دیتے ہیں۔ جس کے خلاف احتجاج اور مزاحمت کی واضح جہتیں پاکستانی افسانہ نگاروں کے ہاں دکھائی دیتی ہیں۔

ان مخصوص رویوں کے خلاف احتجاج کی آواز بلند کرنے والی ایک اہم افسانہ نگار سعیدہ گزدر ہیں۔ ان کے افسانے اس دور کے استحصال کے خلاف احتجاج اور ردِ عمل کی متنوع جہات کو سامنے لاتے ہیں۔ انھوں نے اپنے افسانوں کے ذریعے انسانی حقوق کو پامال کرنے والی منافقانہ پالیسیوں کو بے نقاب کیا۔ وہ فرسودہ اور تباہ کن روایات اور لوگوں کی بے حسی کی عکاسی کرتے ہوئے علامتی اسلوب اپنانے کی بجائے ان متشدد رویوں کو براہ راست طنز اور تنقید کا نشانہ بناتی ہیں۔ ان کے افسانے بیانیہ کی تکنیک میں لکھے گئے ہیں، جن مین طنز جزوِ لازم کی طرح موجود ہے۔ بقول نورین رزاق:

> سعیدہ گزدر رنگ و نسل، طبقے اور مذہب کی بنیاد پر عصبیت ، غیر مساوی اور غیر انسانی سلوک، بغض و عناد اور انسانی تفریق کی بلند آواز میں مخالفت کرتی ہیں۔ ان کے افسانوں میں ان کی باریک بین قوت مشاہدہ کی وجہ سے طنز کی شدت میں اضافہ ہوا۔۹؎

سعیدہ گزدر نے ۱۹۴۷ء میں افسانہ نگاری کا آغاز کیا۔ ان کا پہلا افسانوی مجموعہ آگ گلستاں نہ بنی کے نام سے ۱۹۸۰ء اور دوسرا افسانوی مجموعہ آدھی گواہی کے عنوان سے ۱۹۸۶ء میں منظر عام پر آیا۔ سعیدہ گزدر کے افسانے "اذانوں کے دیس میں" کا مطالعہ کرتے ہوئے اسلامی مملکت، اسلامی نظام کے نفاذ سے متعلق افسانے کے کردار مختلف جگہوں پر گفتگو کرتے دکھائی دیتے ہیں۔

سعیدہ گزدر کے افسانوں میں مذہبی منافقت، ریاکاری اور انسانی حقوق کی پامالی جیسی برائیوں کا اظہار مختلف صورتوں میں دکھائی دیتا ہے۔ ان موضوعات کے حوالے سے ان کے افسانے خاص اہمیت کے حامل

ہیں۔ اگر ہم تاریخی اعتبار سے نظریہ پاکستان کو دیکھیں تو سر سید احمد خاں اور پھر اس کے بعد قائداعظم نے کے نام اس حوالے سے اولیت کے حامل ہیں۔ قائداعظم وہ شخصیت ہیں جنھوں نے اپنی قائدانہ صلاحیت اور سیاسی بصیرت کے ذریعے نہ صرف مسلمانوں کی جداگانہ قومیت کے تحفظ کی نظری اور عملی جنگ لڑی بلکہ مسلمانوں کے لیے علیحدہ وطن کے حصول کو بھی ممکن بنایا۔ قائداعظم نے بارہا اس امر پر زور دیا کہ پاکستان کی بنیاد اسلام پر ہے اور ہم اس مملکت کو عملی طور پر اسلامی فلاحی ریاست بنائیں گے۔ انھوں نے اپنے خطوط، خطبات اور تقاریر کے ذریعے نظریہ پاکستان کی وضاحت کی اور اس سے متعلق اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ قائداعظم کے انہی ارشادات کی روشنی میں وضع کردہ فریم ورک کے اہم نکات مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ پاکستان ایک اسلامی نظام کی عملی تجربہ گاہ ہے۔

۲۔ اسلامی ریاست کی بنیاد مساوات اور انصاف پر ہے۔

۳۔ پاکیزہ معاشرے کا قیام عمل میں لانا۔

۴۔ غربت اور استحصالی رویوں کا خاتمہ کرنا۔[۱۰]

مندرجہ بالا نکات کی روشنی میں سعیدہ گزدر کے افسانے "اذانوں کے دیس میں" کا تجزیاتی مطالعہ کیا جائے گا اور یہ دیکھا جائے گا کہ مذہب کی بنیاد پر کس طرح معاشرتی مسائل جنم لے رہے ہیں بلکہ اس نکتے کو بھی مد نظر رکھا جائے گا کہ افسانے میں نظریہ پاکستان کی تائید کی گئی ہے یا صورتحال اس سے مختلف دکھائی دے رہی ہے۔

قائداعظم پاکستان کو اسلام کی عملی تجربہ گاہ بنانے چاہتے تھے۔ ان کی یہ خواہش تھی کہ پاکستان کے آئین سمیت تمام تر قوانین اسلامی تعلیمات کی روشنی میں مرتب کیے جائیں۔ وہ اسلام کو محض عقائد اور عبادات تک محدود نہیں سمجھتے تھے بلکہ اس کے ذریعے ملک میں اسلامی نظام کا نفاذ چاہتے تھے۔ اس تناظر میں افسانے کا مطالعہ کیا جائے تو اس میں اسلامی مملکت کے نعرے تو متعدد مقامات پر دکھائی دیتے ہیں لیکن صورت حال اس سے یکسر مختلف دکھائی دیتی ہے۔ مثال کے طور پر:

> تھانیدار نے تو کہا تھا کہ اسلامی نظام ہے۔ بڑی سختی ہے۔ حکومت سختی سے شرعی قوانین پر عمل کر رہی ہے۔ بہت سے لوگوں کو کوڑے پڑتے ہیں مگر وہ یہ بات کبھی نہیں جان سکتی کہ

اس سیٹھ کو کوڑے نہیں پڑ سکتے اس لیے کہ اس کا بھائی حکومت کے بڑے عہدے پر فائز ہے۔ایسے تو قانون سے بالا تر ہوتے ہیں چاہے حکومت کتنی ہی اسلامی کیوں نہ ہو۔ [۱۱]

قائد اعظم نے اپنے خطبات کے ذریعے اس بات کی وضاحت کی تھی کہ ہمیں اسلام کے بنیادی اصولوں، مساوات اور انصاف کے ذریعے اس ملک کی عمارت کھڑی کرنا ہو گی۔ یہ وہ اصول ہیں جن کی بناپر ہم پاکستان کو اسلامی فلاحی ریاست بنا سکتے ہیں۔افسانے میں ملکی سطح پر اسلامی قوانین کے نفاذ کے تمام کھوکھلے نعرے بے نقاب ہوتے دکھائی دیتے ہیں۔افسانے کے مرکزی کردار کے غریب شوہر کی دس روپے کی معمولی رقم رشوت لینے کی وجہ سے گرفتاری اور پھر معاشرے کے افراد کا بے حس رویہ اس حقیقت کی عکاسی کرتا دکھائی دیتا ہے۔

صرف دس روپے کے پیچھے جیل ہو گئی۔ وہ حیرت اور بے چارگی سے بولی۔دس روپے کے پیچھے نہیں رشوت کے پیچھے حوالدار نے زور دے کر کہا۔شاید وہ بہت پابند شرع آدمی تھا۔شرعی داڑھی رکھی ہوئی تھی۔ مگر اب کیا ہو گا؟بھائی میری مدد کرو میں تنہا عورت ہوں ۔بُرے کا انجام برا ہی ہوتا ہے۔ حوالدار نے کہا۔اب ہم کیا کر سکتے ہیں۔ قانون بہت سخت ہو چکا ہے۔ملک میں اسلامی نظام چل رہا ہے۔ [۱۲]

قائد اعظم نے اپنے خطبات میں متعدد بار مسلمانوں کو اس طرف متوجہ کرنے کی کوشش کی کہ پاکستان بنانے کا واحد مقصد ایسی اسلامی ریاست کی تشکیل ہے جس کے عام افراد نہ صرف قرآن و سنت کے مطابق زندگی گزاریں بلکہ اپنے رویوں اور اعمال کو بھی عملی طور پر اسلامی تعلیمات کے مطابق ڈھال کر ایک پاکیزہ معاشرہ وجود میں لائیں۔افسانے کا مطالعہ کرتے ہوئے اسلامی قوانین کے نفاذ کا ڈھونگ رچانے والے کرداروں کی بے حسی اور ان کا رویہ اس سوال کو جنم دے رہا ہے کہ کیا یہ وہ پاکیزہ معاشرہ ہے جس کے قیام کا خواب قائد اعظم نے دیکھا تھا ۔مثال کے طور پر افسانے کے ایک کردار "حوالدار" کا رویہ جو بظاہر تو اسلامی قوانین کے نفاذ کی بات کر رہا ہے، اس اسلامی معاشرے کے قیام کے تصور کی نفی کر رہا ہے۔

اللہ بہت بڑا ہے۔ حوالدار نے اپنی شرعی داڑھی پر ہاتھ پھیرا مگر یہ بات کہ میں تمہارے شوہر کو رہائی دلواؤں میرے اختیار میں نہیں ہے بی بی۔۔۔۔بس آخر وہ انسان تھا اس کی بھی کچھ ضروریات تھیں۔اس نے عورت اور اس کے تینوں بچوں کے فاقہ زدہ جسموں کو اگر روٹی دی تھی تو مفت مین تو نہین دی تھی اور وہ ناشکری عورت سوچ رہی تھی کہ گاؤں کے

> مولوی صاحب اور محلے کے پیش امام کی داڑھی بھی حوالدار کی داڑھی جیسی ہے۔ سمجھ میں نہیں آتا فرق کیسے پتا چلے۔ کیا شیطان کی بھی ایسی داڑھی ہے۔[۱۳]

عمومی سطح پر معاشرے میں دیکھا جائے تو کسی بھی قسم کی طبقاتی تقسیم، نسل اور وطنی امتیازات یا تعصبات کی بنا پر دوسرے افراد کو استحصال کا نشانہ بنانے کے رویے قائد اعظم کے نظریہ پاکستان کے سخت منافی ہیں۔ان کا کہنا تھا کہ اسلامی ریاست میں انسانی مساوات کی بنا پر تمام انسان برابر ہیں اور کسی انسان کو یہ حق حاصل نہیں کہ وہ دوسرے انسان کا استحصال کرے۔افسانے میں متعدد مقامات پر یہ استحصالی رویہ دکھائی دیتا ہے۔ جہاں مرکزی کردار کے شوہر کی گرفتاری کے بعد معاشرے کا ہر فرد اپنی اپنی بساط کے مطابق اسے استحصال کا نشانہ بناتا ہے۔ مثال ے طور پر:

> وہ بڑی دیر تک دس کے نوٹ کو دیکھتی رہی۔ سانپ کی طرح ڈستا ہوا دس کا نوٹ اس کے شوہر کے ماتھے پر رشوت کا داغ اس کی عزت کا بدل اور یہ کہ اس کے بچوں کی بھوک کا مداوا۔دس کا یہ معمولی نوٹ۔انسان نے انسان کی کتنی کم قیمت لگائی ہے اور عورت، مردوں کے اس معاشرے میں جہاں قانون اور شرع کے تمام حقوق مردوں کو دیے جاتے ہیں اور اس کے ہر فعل کو پیغمبروں کی پیروی سمجھا جاتا ہے، شبنم کے قطرے جیسی معمولی ہستی رکھنے والی عورت کو سر اٹھا کر جینے کا کیا حق ہے۔[۱۴]

مجموعی طور پر اس افسانے میں نام نہاد اسلامی نظام پر کڑی تنقید کی گئی ہے۔ان نظریات کی آڑ میں معاشرے میں مختلف مسائل جنم لے رہے ہیں۔افسانے کے عنوان سے یوں معلوم ہوتا ہے کہ یہ اسلامی ریاست کے اصولوں پر لکھا گیا ہے اور اس میں دو قومی نظریے کی عکاسی کی گئی ہے لیکن افسانے کے تجزیاتی مطالعے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ اس میں جن معاشرتی برائیوں کی عکاسی کی گئی ہے وہ نظریہ پاکستان کے ان اصولوں کے منافی ہیں جن کی وضاحت قائد اعظم محمد علی جناح نے کی تھی۔

حوالہ جات

۱۔ فوزیہ رانی، پاکستانی اردو افسانہ نگار خواتین کے افسانوں میں نسوانی کردار(لاہور: پنجاب اورینٹل کالج، ۲۰۱۱ء)، ص ۳۶۴

۲۔ نظریہ پاکستان، ۲۳جولائی ۲۰۲۰ء، https://www.wikipedia.com

۳۔ پیام شاہ جہاں پوری، تاریخ نظریہ پاکستان(لاہور: فیروز سنز لیمٹیڈ، ۱۹۷۰ء)، ص ۲۵۹-۲۶۳

۴۔ مولانا الطاف حسین حالی، کلیات نظم حالی (جلد دوم)، مرتبہ ڈاکٹر افتخار احمد صدیقی(لاہور: مجلس ترقی ادب، ۱۹۷۰ء)، ص ۱۸۴

۵۔ محمد اکرم، رہبر مطالعہ پاکستان(اسلام آباد: عظیم پبلی کیشنز، س ن)، ص ۱۰

۶۔ ایضاً، ص ۱۱

۷۔ سید محمد سلیم، تاریخ نظریہ پاکستان(لاہور: ادارہ تعلیمی تحقیق تنظیم اساتذہ، ۱۹۸۵ء)، ص ۲۷

۸۔ ایضاً، ص ۲۸

۹۔ نورین رزاق، اردو افسانے کی روایت اور پاکستانی خواتین افسانہ نگار(لاہور: اورینٹل کالج پنجاب یونیورسٹی، ۲۰۱۵ء)، ص ۴۵۴

۱۰۔ قائد اعظم، منشورات قائد اعظم، مرتب و مترجم شیخ محمد یوسف(بمبئی: مکتبہ ادب، ۱۹۴۷ء)، ص ۱۲-۹۲-۱۱۳-۷۰

۱۱۔ سعیدہ گزدر، اذانوں کے دیس میں، مشمولہ خواتین افسانہ نگار، مرتبہ کشور ناہید(لاہور: سنگ میل پبلی کیشنز، ۱۹۹۶ء)، ص ۱۸۸

۱۲۔ ایضاً، ص ۱۸۸

۱۳۔ ایضاً، ص ۱۹۰

۱۴۔ ایضاً، ص ۱۸۹

References

1. Fozia Rani, *Pakistani Urdu Afsana Nigar Khawateen ke Afsanon mein Niswani Kirdar* (Lahore: Punjab Oriental College, 2011), p. 364.
2. *Nazriya-e-Pakistan*, 23 July 2020, https://www.wikipedia.com
3. Payam Shah Jahanpuri, *Tarikh Nazriya-e-Pakistan* (Lahore: Feroz Sons Limited, 1970), pp. 259–263.
4. Maulana Altaf Hussain Hali, *Kulliyat-e-Nazm-e-Hali* (Jild Dom), Murattaba Dr. Iftikhar Ahmad Siddiqui (Lahore: Majlis-e-Taraqqi-e-Adab, 1970), p. 184.
5. Muhammad Akram, *Rahbar Mutalia Pakistan* (Islamabad: Azeem Publications, s.n.), p. 10.
6. Ibid., p. 11.
7. Syed Muhammad Saleem, *Tarikh Nazriya-e-Pakistan* (Lahore: Idara Taleemi Tehqeeq Tanzeem Asatiza, 1985), p. 27.
8. Ibid., p. 28.
9. Noreen Razzaq, *Urdu Afsane ki Riwayat aur Pakistani Khawateen Afsana Nigar* (Lahore: Oriental College, Punjab University, 2015), p. 454.
10. Quaid-e-Azam, *Manshoorat-e-Quaid-e-Azam*, Murattib wa Mutarjim Sheikh Muhammad Yousaf (Bombay: Maktaba Adab, 1947), pp. 12, 70, 92, 113.
11. Saeeda Guzdar, *Azanon ke Des Mein*, Mashmoola *Khawateen Afsana Nigar*, Murattaba Kishwar Naheed (Lahore: Sang-e-Meel Publications, 1996), p. 188.
12. Ibid., p. 188.
13. Ibid., p. 190.
14. Ibid., p. 189.